

عرض مدعى

اردو ترجمہ نگاری کا مضمون ایم۔ فل کے دوسرے سمسٹر کے نصاب میں شامل تھا۔ اس مضمون کی بدولت مجھے ترجمہ نگاری کی اہمیت، روایت اور فوائد و ضرورت سے آگاہی حاصل ہوئی۔ موضوع کے اختیاب کے حوالے سے گیان چند کی یہ بات میرے زیر نظر ہی کہ

”اپنے علاقے کی قابل تحقیق شخصیتوں سے متعلق کوئی موضوع مل جائے تو اس پر مقالہ لکھا جائے تاکہ سہولت کے ساتھ ساتھ دھرتی کا نمک بھی ادا ہو جائے۔“

موضوع کے اختیاب میں میرے شفیق استاد محترم پروفیسر ڈاکٹر افتخار بیگ کا، ہم کردار ہے، جن کی بدولت میں شیخ مقبول الہی کے انہائی اہم کام سے آشنا ہوئی۔ جس کی ہر گزرتے لمحے اس کام کی اہمیت سے آگاہ کیا۔ اس تحقیقی و تقدیدی کام کی جو مدت متعین کی گئی، اس میں اتنے اہم کام کو مکمل کرنا جوئے شیرلانے کے مترادف تھا۔ مگر میری خوش قسمتی کہ پروفیسر ڈاکٹر افتخار بیگ اور شیخ مقبول الہی صاحب کے تعاون نے میری راہ کے کانٹے جن لئے۔ کسی بھی محقق کیلئے اتنے مختصر اور قلیل مدت میں سب سے مشکل کام باخذ تک رسائی ہوتا ہے۔ مگر اس لحاظ سے میں شیخ مقبول الہی کی انہائی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مجھے اپنی ترجمہ شدہ کتب اور جن انگریزی کتب کا ترجمہ کیا، سب کی سب مجھے مہیا کیں، جس کی بدولت میرا راستہ آسان ہوتا گیا اور منزل آسان تر۔ ان دو اساتذہ کی رہنمائی و معاونت ہر لمحے ہر پل میرے لئے معاونت ثابت ہوئی۔

شیخ مقبول الہی کا نام لیہ شہر کے علاوہ ہر اس شخص کے لئے جانا پہچانا ہے جن کا تعلق ادب کی دنیا سے ہے۔ ان کے تراجم کا تحقیقی و تقدیدی جائزہ ہمارا موضوع ہے اس مقابلے کو پانچ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے باب میں شیخ مقبول الہی کی شخصیت، زندگی اور علمی و ادبی کام کی تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔

دوسرے باب میں ترجمہ کیا ہے؟ ترجمے کی تعریف، اس کی اہمیت و ضرورت اور روایت کا جائزہ لیا گیا ہے۔ ترجمے کی روایت میں ان تمام ادراویں کا ذکر کیا گیا ہے جنہوں نے ترجمہ نگاری کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا۔ تیسرا باب میں شیخ مقبول الہی بحیثیت نقاد، ان کے مختلف کتب پر لکھے ہوئے تبصرے، تجزیے اور ان کے مختلف رسالوں میں چھپنے والے تقدیدی اور فکری مضامین کا خاطر خواہ جائزہ لیا گیا ہے۔

چوتھے باب میں تراجم کے موضوعات کی اہمیت، اصطلاح سازی، رموز و اوقاف کا استعمال، قرآنی آیات کے تراجم، علمی اور لفظی تراجم، نظموں کے ترجمے اور ان کے تراجم میں پائے جانے والے خوبیوں اور خامیوں کا تقدیدی و تحقیقی و تقابلی مطالعہ کیا گیا ہے۔

پانچویں باب میں مجموعی متأنی اخذ کئے گئے کہ کس طرح تراجم کی ابتداء ہوئی اور شیخ مقبول اللہی اپنے تراجم کی اس کوشش میں کہاں تک کامیاب ہوئے۔

میں اپنے اس موضوع سے کس حد تک انصاف کرنے میں کامیاب ہوئی۔ اس کا فیصلہ میں قارئین پر چھوڑتی ہوں اور امید کرتی ہوں اس مقالے میں موجود کوتا ہیوں اور خامیوں کو میری طالب علمانہ کا دش سمجھ کر درگز کر دیا جائے گا۔ دوران مقالہ جن احباب نے میری اس کام کے سلسلے میں مدد کی ان کا شکریہ واجب ہے۔ سب سے پہلے میں انتہائی شکرگزار ہوں لیفٹیننٹ کرمل برکت اللہ (78 ونگ کمانڈر سبی سکاؤٹس) کی جن کے تعاون کے بغیر یہ مقالہ مقررہ عرصے میں کامل کرنا ممکن نہ تھا، جنہوں نے مجھے دوران نوکری سہولیات باہم پہنچا کر مقالے کی تکمیل کو تینیں بنایا۔ میں اپنی والدہ محترمہ والد محترم بھائیوں، بہنوں اور پیاری دوست فرج سعید کی شکرگزار ہوں جن کی دعاوں اور محبتوں نے مجھے آگے بڑھنے کا حوصلہ دیا۔

لیہ میں اردو ادب کی ایم فل کلاسز کا باقاعدہ آغاز اور اس کے لیے اس اتمذہ اور کتب کی فراہمی محترم شاہ زین صاحب کی علم دوستی کی عکاس ہے۔ تعلیم کے اس مرحلے کی تکمیل کے لیے میں ادارہ، اس کے سربراہ اور انتظامیہ کی بے حد مشکور ہوں۔ اس مقالے میں میری پیاری سی دوست عفیرہ سلیم کا بہت بڑا حصہ ہے جس کے مشورے اور معاونت مجھے ہر پل میسر رہی اس کے ساتھ شبانہ رانا، ہراغیور (ہائل فیلوز) اور وحید احمد نے دوران مقالہ پروف ریڈنگ میں میری بے حد مدد کی۔ ان سب کے ساتھ ساتھ میں کپوزر محمد عارف خان اور فرمان علی کی شکرگزار ہوں جنہوں نے ورق ورق بکھرے صفحات کو اکٹھا کر کے کتاب کی شکل دی۔

سعدیہ کنول